کامیاب دعوت الی اللہ کے لئے دعاؤں پر زور دیں۔

داعی الی اللہ کے دل میں بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی ہونی چاہئے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ رمئی ۱۹۹۲ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کیں۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ۚ وَجَآءَكَ فِي هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿۱۲۱﴾ وَقُلْ لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ۖ إِنَّا عٰمِلُونَ ﴿۱۲۲﴾ وَانْتَظِرُوا ۚ إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿۱۲۳﴾ وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ عَلَيْهِ ۖ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُونَ (ھود: ۱۲۱ تا ۱۲۴)

پھر فرمایا:۔

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ وہ سب چیزیں جو انبیاء کے واقعات سے متعلق ہم تجھے بتاتے ہیں ہم تجھے پڑھ کے سناتے ہیں۔ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ان سے تیرے دل کو تقویت ملتی ہے اور تیرے دل کو ثبات نصیب ہوتا ہے۔ وَجَآءَكَ فِي هٰذِهِ الْحَقُّ اور اس میں جو کچھ بھی ہے حق ہے۔ وَمَوْعِظَةٌ اور نصیحت ہے۔ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِينَ اور یاد رکھنے کی باتیں اور یاد کر کے لوگوں کو سنانے والی باتیں ہیں مومنوں کے لئے۔ وَقُلْ لِّلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

اِعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ مومنوں کیلئے تو حَقٌّ بھی ہے مَوۡعِظَۃٌ بھی ہے اور ذِکۡرٰی بھی ہے لیکن وہ لوگ جو بہر حال ایمان نہیں لائیں گے۔ ان سے کہہ دے اِعۡمَلُوۡا عَلٰی مَکَانَتِکُمۡ تم اپنی جگہ کوششیں کرتے رہو اِنَّا عٰمِلُوۡنَ ہم بھی تو مسلسل کوشش میں مصروف ہیں۔ وَ انۡتَظِرُوۡا ۚ اِنَّا مُنۡتَظِرُوۡنَ تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ وَ لِلّٰہِ غَیۡبُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ یہ اللہ ہی کیلئے ہے جو آسمانوں اور زمین میں ابھی پردہ غیب میں ہے وَ اِلَیۡہِ یُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ اور امر بالآخر اسی کی طرف لوٹنے والا ہے کُلُّہٗ تمام تر، ہر قسم کا امر بالآخر خدا ہی کی طرف لوٹنے والا ہے۔ فَاعۡبُدۡہُ وَ تَوَکَّلۡ عَلَیۡہِ اے محمد ﷺ ظاہر کا خطاب شروع ہو گیا۔ اے محمد ﷺ فَاعۡبُدۡہُ اللہ کی عبادت کر وَ تَوَکَّلۡ عَلَیۡہِ اور اللہ ہی پر توکل کر۔ وَ مَا رَبُّکَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ تیرا رب اس بات سے غافل نہیں ہے جو تم سب لوگ کرتے ہو۔

اس میں بہت ہی لطیف ضمائر کی تبدیلی ہے۔ واحد کا صیغہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے چلتا ہے فَاعۡبُدۡہُ سے لے کر۔ فَاعۡبُدۡہُ تو اس کی عبادت کر وَ تَوَکَّلۡ عَلَیۡہِ اور اسی پر توکل کر وَ مَا رَبُّکَ اب تیرا رب غافل نہیں ہے عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ یہ نہیں فرمایا کہ اس چیز سے جو تو کرتا ہے عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ جو تم سب لوگ کرتے ہو۔ اگر اس میں کوئی انذار کا پہلو ہے تو وہ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر اطلاق نہیں پاتا۔ اگر کوئی مخفی ناراضگی کا اظہار عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ میں ہو رہا ہے تو یہ نہ سمجھو کہ خدا غافل ہے یہی رنگ ہے اس عبارت کا کہ کچھ خفگی کے آثار بھی پائے جاتے ہیں تو اس سے حضرت محمد مصطفی ﷺ کو بچانے کیلئے اچانک جمع کا صیغہ استعمال فرما لیا اور واحد کا صیغہ جس میں اپنائیت چل رہی تھی، پیار کا اظہار ہو رہا تھا اسے ترک فرما دیا۔

یہ وہ آیات ہیں اُس رکوع کی آخری آیات جس کی میں نے تین جمعہ پہلے تلاوت کی تھی اور اسی مضمون کو میں آگے بڑھا رہا ہوں۔ یہ بات اس سے پہلے بیان ہو چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ جس پر رحم فرمائے اسے بچا لیتا ہے اور مصلحین کو بچاتا ہے اور مصلحین میں سے بھی وہ جن کو خدا رحم کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ان کے اندر بعض ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں سے صرفِ نظر فرماتا ہے اور ان سے بخشش کا سلوک فرماتا ہے۔ ہر شخص رحم ہی سے بچایا جائے گا اپنے زور بازو سے کوئی بچایا نہیں جا سکتا لیکن رحم بچانے پر مستعد اور لوگ نہ بچنے پر کوشاں۔ یہ مضمون ہے جو اس رکوع

میں شروع سے آخر تک بیان ہور ہا ہے۔ بہت زور لگایا آنحضرت ﷺ اور آپؐ کے متبعین نے اور اس پہلے انبیاء نے لیکن وہ بدنصیب قومیں جو بچنے پر آمادہ نہ ہوں انہیں پھر کوئی چیز خدا کی تقدیر اور اس کے پکڑ سے بچا نہیں سکتی۔ یہ اعلان فرمانے کے بعد آنحضرت ﷺ کے دلی جذبات پر نظر ڈالی گئی ہے، آپؐ کے کیفیات پر نظر ڈالی گئی ہے۔اس سے پہلے یہ بات میں بیان کر چکا ہوں کہ آنحضور ﷺ نے جن سورتوں میں عذاب کا ذکر تھا اور پرانی قوموں کا ہلاک ہونے کا ذکر تھا ان سے متعلق فرمایا اور خصوصاً سورۂ ھود کے متعلق تھا کہ اس نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ سارے واقعات پڑھتے ہوئے آنحضور ﷺ کے دل کو گہری تکلیف پہنچتی تھی اور یہ خوف دامن گیر ہو جاتا تھا کہ کہیں میری قوم سے بھی یہ سلوک نہ ہو اور یہ لوگ بھی اسی طرح عذاب کا نشانہ نہ بنیں اور صفحہ ہستی سے مٹا نہ دیئے جائیں جیسے پہلی قومیں مٹائی گئی تھیں اور اسی دکھ کا آپؐ نے ذکر فرمایا کہ دیکھو میرے بال سورۃ ھود نے سفید کر دیئے۔

اس ضمن میں اللہ تعالیٰ فرمارہا ہے وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ہم جو گزشتہ انبیاء کے قصے تجھے سنا رہے ہیں ڈرانے کیلئے نہیں بلکہ تیرے دل کو تقویت دینے کیلئے اور اس میں ایک پیشگوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ کی قوم بچائی جائے گی۔اپنے اعمال کی وجہ سے نہیں بلکہ بعض مصلحین کی وجہ سے اور بعض ایسے نیک لوگوں کی وجہ سے جن کی نیکی ان کی بدیوں پر بالآخر لازماً غالب آجائے گی۔ یہ وہ مضمون ہے جو یہاں بیان ہوا ہے۔ ایک طرف یہ فرمادیا کہ خدا تعالیٰ زبردستی کسی کو ہدایت نہیں دیتا، جو قوم بچنا نہ چاہے اسے بچاتا نہیں ہے، اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو سارے ایک جیسے ہو جاتے مگر ایسا نہیں کیا جاتا اور نہیں کیا جائے گا اور یہ ساری باتیں سن کر آنحضور ﷺ کے دل پر جو گزرتی تھی اور جس کا بیان آپؐ نے فرمایا اس کیفیت پر نظر ڈال کر اگلی آیت نازل ہوئی معلوم ہوتی ہے فرمایا۔ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَآءِ الرُّسُلِ یہ ساری رسولوں کی باتیں یہ پرانے قصے جو ہم تیرے ساتھ دوہرا رہے ہیں تجھے ڈرانے کیلئے نہیں تیرے دل کو تقویت دینے کیلئے اس میں یہ خوشخبری تھی کہ تیری قوم ہلاکت سے بچ جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے رحم کے ساتھ ایمان لے آئے گی بالآخر نجات پائے گی لیکن اس کا ذریعہ کیا ہے ایک طرف ایک تقدیر عام بیان ہو چکی ہے کہ ایسی قومیں جو توجہ نہیں کرتی جو مصلحین

پر ظلم کرتی ہیں وہ ہلاک کر دی جاتی ہیں۔

اگلا مضمون اسی سے تعلق رکھتا ہے اور اسی بات کی تشریح ہے اسی معمہ کا حل ہے کہ یہ قوم پھر کیوں بچائی جائے گی۔ فرماتا ہے وَقُلْ لِّلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ ط اِنَّا عٰمِلُوْنَ تم نے دلائل کے ذریعے پیغام پہنچانے میں انتہا کر دی، نرمی اور محبت اور خلوص کے ساتھ ان کے دل جیتنے کے لئے جتنی کوشش ہو سکتی تھی وہ سب کوشش کر بیٹھے، اب تم ان سے کہہ دو کہ تم جو کر سکتے ہو کرتے چلے جاؤ لیکن ہماری کوششوں کو انتہا تک پہنچانے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم کوششیں چھوڑ دیں گے۔ ہم جانتے ہیں کہ تم ضد کر بیٹھے ہو، جانتے ہیں کہ تم اس عمل سے باز آنے والے دکھائی نہیں دیتے جس عمل پر تم بڑی شدت کے ساتھ قائم ہوئے ہو لیکن ہم بھی نیکیوں کے معاملے میں اور نصیحت کے معاملے میں تم سے کم صبر دکھانے والے نہیں ثابت ہوں گے۔ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ہم بھی وہ کرتے چلے جائیں گے جو کچھ کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے ہمیں پیدا فرمایا ہے۔ اس میں آج کل بھی داعین الی اللہ کیلئے بہت بڑی نصیحت ہے اور بہت بڑا پیغام ہے۔ وہ پیغام یہ ہے کہ اگر کوئی قوم اپنے اخلاق سے بظاہر ہلاک ہونے کے لائق دکھائی دی جائے، اگر کوئی قوم اپنے ضد اور تعصب اور مظالم کے نتیجے میں یوں محسوس ہو کہ اب ان کی ہلاکت لکھی جا چکی ہے اور ان کو کوئی بچا نہیں سکتا اور گزشتہ قوموں میں جو تباہی کے آثار ظاہر ہوا کرتے تھے اور جن کے نتیجے میں وہ تباہ کر دی جاتی تھیں وہ سارے آثار ان میں پیدا ہو چکے ہیں۔ اس کے باوجود کام چھوڑنے کا وقت نہیں ہے۔ یہ کہہ کر ان سے الگ ہو جانے کی اجازت نہیں ہے کہ ہم تو تمہیں ہلاک شدہ دیکھتے ہیں اس لئے تم جاؤ اپنا کام کرو ہم اب کوشش چھوڑ بیٹھیں گے اور مزید تمہیں پیغام نہیں دیں گے۔

پہلا سبق یہ دیا گیا ہے اس صورتحال میں کہ عمل نہیں چھوڑنا اگر دشمن اپنا عمل نہیں چھوڑتا تو مومن کو ہرگز زیبا نہیں ہے کہ وہ اپنا عمل چھوڑ بیٹھے۔ اس لئے سنے یا نہ سنے تم نے پیغام دیتے چلے جانا ہے، دیتے چلے جانا ہے اور دیتے چلے جانا ہے۔ یہ وہی مضمون ہے فَذَكِّرْ اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى (الاعلیٰ: ۱۰) اے محمد مصطفی ﷺ تو نصیحت کرتا چلا جا اور کرتا چلا جا اور کرتا چلا جا اور یہ یقین رکھ کہ تیری نصیحت بالآخر رائیگاں جانے والی نہیں اِنْ نَّفَعَتِ الذِّكْرٰى۔ الذِّكْرٰى میں بالعموم بھی نصیحت اور پرانے ایام کی یادوں کو تازہ کر کے لوگوں کو ڈرانے کا مضمون ہے لیکن میرے نزدیک

یہاں الذِّكْرٰى سے مراد خصوصیت سے حضرت محمد مصطفی ﷺ کی زبان سے جاری ہونے والا الذِّكْرٰى ہے اور یہ خوشخبری تھی کہ تیری نصیحت رائیگاں جانے والی چیز ہی نہیں ہے۔ یہ یقین رکھ اور مسلسل نصیحت کرتا چلا جا۔ تو وہی مضمون اس رنگ میں بیان ہوا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم نے ہرگز ایمان نہیں لانا جو اپنے اعمال سے ہی نہیں بلکہ زبان سے بھی کہتے ہیں ہم ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ لَا يُؤْمِنُوْنَ ہرگز ہی ایمان نہیں لائیں گے۔ ان سے کہہ دے اعْمَلُوْا عَلٰى مَكَانَتِكُمْ تم اپنی جگہ کام کرتے چلے جاؤ اِنَّا عٰمِلُوْنَ ہم بھی ضرور یہ کام کریں گے اور ہمارا جو فریضہ تبلیغ فرمایا گیا ہے اس سے کبھی کوتاہی نہیں کریں گے لیکن اس کے باوجود اس سے تقدیر نہیں بدل سکتی فرمایا وَانْتَظِرُوْا ۚ اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ کسی اور چیز کی ہم خواہاں ہیں تم بھی انتظار کرو ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ کوئی ایسا واقعہ ہونے والا ہے، کوئی ایسی بات نازل ہونے والی ہے جس کے نتیجہ میں حالات میں تبدیلی پیدا ہوئی ہے۔ اس کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اس وقت جو دکھائی دے رہا ہے وہ تو یہ ہے کہ یہ لوگ انکار کر بیٹھے ہیں اور بچائے نہیں جا سکتے لیکن پردہ غیب میں جو کچھ چھپا ہوا ہے وہ خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ اس لئے بھی اپنے عمل کو جاری رکھنا ضروری ہے کیونکہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو حال میں ہوتے ہوئے بھی پردہ غیب میں ہوتی ہیں اور جو مستقبل سے تعلق رکھنے والی غیب کی باتیں ہیں وہ بہرحال انسان سے اوجھل ہی رہتی ہیں۔ فرمایا تمہاری نظر میں یہ ہلاک شدہ ہیں لیکن ان کے اندر کچھ واقعات، کچھ تبدیلیاں رونما ہو رہی ہیں ان کے دلوں میں کچھ تحریکات چل رہی ہیں اور ان پر تمہاری نظر نہیں ہو سکتی ان پر اللہ تعالیٰ کی نظر ہو سکتی ہیں۔ فرمایا اس لئے غیب کا علم سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ نہ تمہیں حال کا علم ہے نہ تمہیں مستقبل کا علم ہے تم ظاہر پر فتوے لگاتے ہو لیکن قوموں میں جو تبدیلی آیا کرتی ہیں بعض دفعہ مخفی تبدیلیاں آنی شروع ہو جاتی ہیں اور تمہیں ان کا اندازہ نہیں ہوتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اس قوم سے متعلق جس کے آپ اولین مخاطب تھے یعنی ہندوستان کے باشندگان جو بعد میں ہندو پاکستان کے باشندگان میں تبدیل ہوئے ان کے متعلق فرمایا کہ رائیں تبدیل کر دی جائیں گی، نیا آسمان بنے گا، نئی زمینیں بنیں گی اور آراء کی تبدیلی کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ نے سورۃ البروج کی تفسیر میں یہ لکھا کہ ایسا وقت جب آئے گا جب

احمدیوں کے گھر جلائے جائیں گے، ان پر مظالم کئے جائیں گے، ان کو جیلوں میں ٹھونسا جائے گا اور کوئی ان کا پرسان حال نہیں ہوگا۔ اس وقت ان کی قربانیوں کے نتیجے میں دلوں میں اندر ہی اندر تبدیلیاں پیدا ہو رہی ہوں گی اور بظاہر وہ دکھائی نہیں دیں گی لیکن دل بالآخر قوم کے اندر پیدا ہونے والے ردعمل ایک بم کے دھماکے کی طرح پھٹیں گے اور اسی قوم میں سے احمدیوں کے فدائی، شیدائی، ان سے محبت کرنے والے اور احمدیت کی خاطر قربانیاں کرنے والے پیدا ہوں گے۔

یہ وہی مضمون ہے جو قرآن کریم کی ان آیات میں بیان ہوا اور مختلف آیات میں مختلف رنگ میں بیان فرمایا گیا ہے۔ پس داعین الی اللہ کے لئے ان آیات میں بہت گہری نصیحت ہے۔ فرمایا کہ ٹھیک ہے بعض قومیں ضد کر بیٹھتی ہیں اور اَڑ جاتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر بھی یہی ہے کہ جو ضد کر بیٹھے گا اس کو زبردستی تبدیل نہیں کرے گا مگر یہ کہنا کہ انسانی فتویٰ کہ فلاں قوم ضد کر کے اس مقام تک پہنچ گئی ہے کہ اس پر حجت تمام ہوگئی ہے، یہ انسان کا کام نہیں ہے۔ حقیقی فتویٰ اللہ دے سکتا ہے۔ اس لئے انسان کا کام یہ ہے کہ ایسے مایوس کن حالات دیکھتے ہوئے بھی مایوس نہ ہو۔ دشمن ہر وقت تمہارے مٹانے کی کوشش کر رہا ہے نکما تو نہیں بیٹھا ہوا ہے۔ تم کس طرح ہاتھ چھوڑ کر بیٹھ جاؤ گے۔ یہ بچیں یا نا بچیں اس سے قطع نظر تمہیں اس کام کو لازماً جاری رکھنا ہوگا۔ جو تمہارے سپرد کیا گیا ہے اور ان سے کہہ دو کہ ٹھیک ہے تم بھی جو کر سکتے ہو کرتے چلے جاؤ جو ہمارے بس میں ہے ہم ضرور کرتے چلے جائیں گے۔ پھر ان سے کہو کہ انتظار کرو کیونکہ اس لڑائی کا فیصلہ زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر ہونا ہے۔ تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کرتے ہیں اور اس کی حکمت یہ بیان فرمائی وَلِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ غیب تو اللہ کے پاس ہے، تمہیں کیا پتا کہ غیب کی کیا باتیں ہیں۔ غیب سے منصۂ شہود میں کیا کیا چیزیں ابھرنے والی ہیں کہ ساری ایسی باتیں ہیں جن کا خدا تعالیٰ کے علم غیب سے تعلق ہے بندے سے تعلق نہیں۔

پھر فرمایا وَاِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ اسی کی طرف ہر امر بالآخر لٹایا جاتا ہے۔ امر کے لٹائے جانے کے متعلق قرآن کریم میں بکثرت آیات موجود ہیں لیکن امر کے خدا کی طرف لٹائے جانے کا ایک مطلب ہے قضاء قدر کی تقدیر کا ظاہر ہو جانا۔ آسمان پر جو فیصلے ہیں ان کا زمین پر نازل ہونا یعنی فیصلوں کے متعلق آخری اختیار بندوں سے کھینچ لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع پا کر جاتا ہے۔

پھر آسمان سے ایک تقدیر بنائی جاتی ہے اور وہ تقدیر زمین پر نازل ہوتی ہے اور اس کے نتیجے

میں حیرت انگیز تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ایک آیت سورۃ بقرہ آیت ۲۱۱ میں فرمایا هَلۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَّآ اَنۡ يَّاۡتِيَهُمُ اللّٰهُ فِىۡ ظُلَلٍ مِّنَ الۡغَمَامِ وَالۡمَلٰٓـئِكَةُ وَقُضِىَ الۡاَمۡرُ کیا وہ اس بات کا انتظار کر رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان پر اندھیروں کے پردوں میں جو بادلوں کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں، ایک مثال دی گئی ہے کہ بادلوں میں جن کے اندر ظلمات ہوتی ہیں اور اندھیروں کے پردے ہوتے ہیں ان میں خدا تعالیٰ نازل ہو اور الۡاَمۡرُ كُلُّهٗ ہر معاملے کا فیصلہ کر دیا جائے اور اس قسم کے فیصلے کے متعلق فرمایا وَاِلَيۡهِ يُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ ایسے فیصلے اس وقت ہوتے ہیں جب سارے امور خدا کھینچ کر واپس اپنی طرف لے جاتا ہے جب دنیا والوں سے فیصلوں کی طاقت تلف کر دی جاتی ہے اور ایسا وقت آتا ہے کہ جب قوموں کے فیصلے زمین پر نہیں بلکہ آسمان پر کئے جاتے ہیں۔

ایک تو یہ قضاء قدر بھی ہے جس کے نتیجے میں قومیں ہلاک کی جاتی ہیں لیکن ایک اور بھی ہے جس کے نتیجے میں قومیں بچائی جاتی ہیں اور وہ قضاء قدر ہے جس کی طرف اس آیت میں نصیحت فرمائی گئی ہے۔وَاِلَيۡهِ يُرۡجَعُ الۡاَمۡرُ كُلُّهٗ فَاعۡبُدۡهُ وَتَوَكَّلۡ عَلَيۡهِ اگر ہلاکت کی قضاء قدر کا ظاہر ہونا ہوتا تو اس مضمون کو اس طرح بیان نہ فرمایا جاتا جس طرح اس آیت میں بیان فرمایا گیا ہے۔ اس میں امید کو زندہ رکھا گیا ہے اور فرمایا تو عبادت میں مصروف ہو جا اور عبادت کرتا چلا جا وَتَوَكَّلۡ عَلَيۡهِ اور اللہ پر توکل رکھ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُوۡنَ اور اللہ تعالیٰ اس بات سے غافل نہیں ہے جو تم لوگ اس دنیا میں کرتے رہتے ہو اور کرتے رہو گے۔

اس سے پتا چلتا ہے بعض دفعہ جب قومیں ضد کر بیٹھتی ہیں اور بظاہر ان کو بچانے کا کوئی رستہ دکھائی نہیں دیتا اس وقت عبادت کے نتیجے میں اور توکل کے نتیجے میں آسمان سے فیصلہ کیا جاتا ہے اور اس فیصلے کا بھی انسانی کوشش سے گہرا تعلق ہے۔جب اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے کہ زبردستی کسی کو تبدیل نہیں کرتا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انسانی کوششوں کے نتیجے میں جو بھی ماحصل اس کا انسان کے انجام سے گہرا تعلق ہے وہ لوگ جو ضد کر بیٹھے ہیں ان کو زبردستی بچایا نہیں جاتا لیکن ایک تدبیر ایسی ہے جس سے ان کی ضد کی حالت بدل سکتی ہے اور وہ دعا ہے اور وہ عبادت ہے اگر تم عبادت پر زور دو تو خدا تعالیٰ ان کے اندرونی حالات کو بدل سکتا ہے اور ان کے اندر سے ہی پشیمانی پیدا ہو سکتی ہے اور جب ان کے اندر پشیمانی کے جذبات پیدا ہوں گے تو پھر خدا تعالیٰ کی دوسری تقدیر کہ پشیمان لوگوں کو

ہلاک نہیں کیا کرتا وہ کارفرما ہو جاتی ہے اور پھر ایسی قوموں کو بچالیا جاتا ہے۔ یہ بہت باریک تعلق ہے دعا اور تدبیر کا جس کو آخری علاج کے طور پر یہاں بیان فرمایا گیا ہے۔

پس نصیحت یہ بنی کہ وہ قومیں جو ضد کر بیٹھیں اور ان میں مصلحین نہ رہیں وہ ہلاک کی جاتی ہیں لیکن اگر مصلحین ان میں موجود ہوں اور کوشش کرتے رہیں تو پھر وہ بچائی جاسکتی ہیں لیکن زبردستی خدا تعالیٰ کسی کو نہیں بچایا کرتا۔

پھر فرمایا کہ یہ قوم جس کو تو مخاطب ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ضد کے آخری مقام پر پہنچ چکی ہے اس لئے ان کو صاف یہ کہہ دے کہ تم بھی کوشش کرو اور ہم بھی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ تم بھی انتظار کرو، ہم بھی انتظار کریں گے اور ان کی کیفیت بدلانے کیلئے تم عبادت پہ زور دو۔ عبادت پر مستعد ہو جاؤ اور خدا پر توکل رکھو اور یہ یقین کرو کہ زمین کے بعض فیصلے آسمان پر کئے جاتے ہیں اور جب خدا یہ فیصلے اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے تو پھر سب سے زیادہ فیصلہ کن امر عبادت ہے۔ عبادت کے نتیجے میں پھر تقدیریں بدلا کرتی ہیں۔

یہی وہ مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی گہرائی کے ساتھ سمجھا اور ایک ایسی بات لکھی جو چودہ سو سال کے عرصے میں سوائے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی نے نہیں لکھی۔ ایک عارف باللہ کا کلام اتنا ممتاز اور نمایاں ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑے دوسرے علماء بھی اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

”اگر بارش کیلئے دعا ہے تو بعد استجابت دعا کے وہ اسباب طبعیہ جو بارش کیلئے ضروری ہوتے ہیں۔ اس دعا کے اثر سے پیدا کئے جاتے ہیں۔۔۔“

(برکات الدعا، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ: ۱۰)

یعنی اسباب تو ضروری ہیں اور خدا تعالیٰ کی جو یہ تقدیر ہے یہ اپنی جگہ جاری و ساری رہے گی تو تم تبدیل نہیں کر سکتے۔ تم فیصلہ دیتے ہو اسباب کے نہ ہونے کے نتیجے میں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر تم دعا کرو تو اسباب تو میں نے ہی پیدا کرنے ہیں۔ دعا اسباب پر غالب آجاتی ہے ان معنوں میں کہ دعا کے نتیجے میں پھر خدا کی دوسری تقدیر حرکت میں آتی ہیں اور اسباب پیدا کر دیتی ہیں۔

یہ وہ مضمون ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیان فرمایا۔

’’۔۔۔اور اگر قحط کیلئے بددعا ہے تو قادر مطلق مخالفانہ اسباب کو پیدا کر دیتا ہے۔اسی وجہ سے یہ بات ارباب کشف اور کمال کے نزدیک بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہیں۔۔۔‘‘

ارباب کشف اور کمال وہ لوگ جن کو خدا تعالیٰ کشوف کے ذریعہ اسرار غیب سے مطلع فرماتا ہے اور جو اپنے اندر صالحیت کے کمالات رکھتے ہیں، نیکی اور پاکیزگی کے کمال رکھتے ہیں۔۔۔ان پر بڑے بڑے تجارب سے ثابت ہو چکی ہیں کہ’’ کامل کی دعا میں ایک قوت تقویم پیدا ہو جاتی ہے۔۔۔‘‘ جو شخص کامل ہو اس کی دعا میں ایک تخلیق کی قوت پیدا ہو جاتی ہے اور اپنے رب کی صفت خالقیت میں وہ حصہ پاتا ہے اور جو چیز وجود میں نہیں ہے وہ عدم سے وجود میں آجاتی ہے اس کی دعا کی طاقت سے’’۔۔۔یعنی باذنہٖ تعالیٰ وہ دعا عالم سفلی اور علوی میں تصرف کرتی ہے۔۔۔‘‘

دنیاوی حالت سے ہی وہ تصرف کرتی ہے اور آسمان میں پیدا ہونے والی حرکتوں پر بھی اس کا اثر پڑتا ہے’’۔۔۔اور عناصر اور اجرام فلکی اور انسانوں کے دلوں کو اس طرف لے آتی ہے جو طرف مؤید مطلوب ہے۔۔۔‘‘اس کا مطلب یہ ہے کہ جو انسان اپنے مقصود کے حق میں، اس کی تائید میں ایک خاص پہلو کی تلاش رکھتا ہے وہ خاص پہلو ان دعاؤں کے نتیجہ میں پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے مقصود کو حاصل کرنے کیلئے جتنی تائیدی ہوائیں ہیں وہ چل پڑتی ہیں۔

’’۔۔۔خدا تعالیٰ کی پاک کتابوں میں اس کی نظیریں کچھ کم نہیں ہیں بلکہ اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے۔۔۔‘‘

آپ نے فرمایا خدا تعالیٰ کے تمام صحیفوں میں اس کی مثالیں پائی جاتی ہیں صرف قرآن کا سوال نہیں ہے۔تمام انبیاء کی کتب میں اور خدا تعالیٰ نے جو صحائف ان کو عطا فرمائے ان میں اس کی بکثرت مثالیں ملیں گی اور

’’۔۔۔اعجاز کی بعض اقسام کی حقیقت بھی دراصل استجابت دعا ہی ہے۔۔۔‘‘

جو اعجاز کا نام آپ نے سنا، معجزہ دکھانا، حیرت انگیز طور پر ایک بظاہر ناممکن چیز کا وقوع پذیر ہو جانا، فرمایا یہ ہی اس کی ایک قسم استجابت دعا سے تعلق رکھتی ہے۔

’’۔۔۔اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء سے ظہور میں آئے ہیں یا جو کچھ کہ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے رہے اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے۔۔۔‘‘

اور یہ عبارت بھی لطیف ہے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کلام بڑا ہی محتاط ہے۔آپ فرماتے ہیں’’۔۔۔اور جس قدر ہزاروں معجزات انبیاء کے ظہور میں آئے ہیں۔۔۔‘‘ماضی میں جتنے بھی انبیاء نے معجزات دکھائے یا جو کچھ اولیاء ان دنوں تک عجائب کرامات دکھلاتے آئے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کے بعد وہ عجائب دکھلانے والے علماء بھی لد گئے اور صاحب کرامات لوگ ختم ہو گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انکار کی دنیا میں پھر عجائب دکھانے والے لوگ باقی نہیں رہے۔یہ نہیں فرمایا کہ وہ لوگ ختم ہو گئے فرمایا اب تک امت محمدؐیہ میں کوئی زمانہ بھی ایسا نہیں آیا کہ کرامات دکھانے والے،عجائب دکھانے والے بزرگ اور اولیاء موجود نہیں تھے۔میرے زمانے تک یہ ان کا کام تھا اور وہ دکھاتے رہے ہیں۔آخر پر جو بات ظاہر ہوئی آپ فرماتے ہیں میرے ذریعہ خدا تعالیٰ ان اعجازات کو جاری وساری فرماتا ہے فرماتا رہے گا’’۔۔۔اس کا اصل اور منبع یہی دعا ہے اور اکثر دعاؤں کے اثر سے ہی طرح طرح کے خوارق قدرت قادر کا تماشا دکھلا رہے ہیں۔۔۔‘‘اور وہ یہی دعائیں ہیں جن کے اثر سے خوارق ظاہر ہوتے ہیں۔خوارق کہتے ہیں ایسی چیز کو جو عام عادت سے ہٹ کر ہو۔عام طور پر جو دستور دکھائی دیتا ہے۔اس سے ہٹ کر کوئی عجیب سی بات رونما ہو جو ظاہری قانون کے تابع دکھائی نہ دے۔اس کو خارق عادت کہتے ہیں۔عادت سے ہٹی ہوئی چیز قدرت قادر کا تماشہ دکھلا رہے ہیں وہ خوارق ہیں۔وہ خدا کے قانون پر غالب آنے کا تماشا نہیں دکھلا رہے۔وہ قدرت قادر کا تماشا دکھلاتے ہیں۔وہ یہ بتاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی قدرتیں نہاں در نہاں ہیں۔ایک قدرت کے پردے میں ایک دوسری قدرت بھی کارفرما ہوتی ہے اور جس کو تم خارق سمجھتے ہو،جس کو تم سمجھتے ہو کہ قانون سے ہٹی چیز ہے وہ دراصل خدا کی ایک بالا قدرت کا تماشا دکھا رہی ہوتی ہے۔یہ وہ کلام ہے جو ایک عارف باللہ کا،جو خدا سے گہرا تعلق رکھنے والا ہے اس سے ظہور پاتا ہے۔اس کا کلام ہے اور سارا کلام الٰہی نور سے منور ہے۔کتنا محتاط کلام ہے،کتنا باریک لطافتوں

میں اتر کر حقائق و معارف کو پیش فرما رہا ہے۔

اب سنئے کہ وہ آیات جن کی میں نے تلاوت کی تھی اور جو مضمون بیان کیا تھا۔ان کا آنحضرت ﷺ کی دعا سے کیا تعلق تھا اور ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

’’۔۔۔وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں عجیب ماجرہ گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے۔۔۔‘‘

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں، کیسا خوبصورت کلام ہے بیابانی ملک میں صحرائی ملک ہے جس میں کچھ اُگتا نہیں، نہ پانی ہے نہ زندگی کے آثار ہیں۔

’’۔۔۔بیابانی ملک میں عجیب ماجرہ گزرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہو گئے اور پُشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ پہلے اس سے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔کچھ جانتے ہو کہ وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔‘‘

وہ اُمّی جس کو دنیاوی کوئی علم نہیں ہے بے کس و بے بس ہے ساری قوم اس کو چھوڑ بیٹھتی ہے اس کی ہلاکت کے درپے ہے کیسے ممکن تھا وہ یہ حیرت انگیز معجزات دکھاتا دنیا کو۔اس کی فانی فی اللہ کی دعائیں ہی تو تھیں اور انہوں نے دنیا میں ایک شور مچا دیا۔

’’اللّٰھم صل و سلم و بارک علیه و آله بعدد همه و غمه و حزنه لهٰذه الامة و انزل علیه انوار رحمتک الی الابد۔‘‘

اے اللہ سلامتی بھیج اور درود بھیج اور برکتیں بھیج اس وجود پر اور اس کی آل پر اتنی برکتیں اور اتنی سلامتیاں بھیج کہ **بعدد همه و غمه و حزنه لهٰذه الامة**۔جتنا اس کو اس امت کیلئے غم تھا، دکھ تھا اور ان غموں اور دکھوں میں امت کی خاطر ہلکان ہوا کرتا تھا، جس شدت سے اس کے غم تھے اور جس کثرت سے اس کے غم تھے،اسی کثرت اور اسی شدت کے ساتھ اس کی امت پہ رحمتیں نازل فرما اور اس پر ہمیشہ رحمتیں نازل فرماتا رہ۔کتنی عجیب دعا ہے آج کے داعی الی اللہ کیلئے اس سے بڑا کامیابی

کا اور کوئی نسخہ بیان نہیں ہو سکتا۔ آگے فرماتے ہیں۔

۔۔۔اور میں اپنے ذاتی تجربے سے بھی دیکھ رہا ہوں کہ دعاؤں کی تاثیر آب وآتش کی تاثیر سے بڑھ کر ہے بلکہ اسباب طبیعہ کے سلسلہ میں کوئی چیز ایسی عظیم التاثیر نہیں جیسی کہ دعا ہے۔'' (برکات الدعا، روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ: ۱۱)

وہ داعی الی اللہ جو یہ کہتے ہیں ہم نے کوشش کو بھی انتہا تک پہنچا دیا اور دعا کو بھی بوجوہ کمال تک پہنچا دیا لیکن کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ ان کو میں سمجھا تا ہوں کہ ان کے نفس کا دھوکہ ہے۔ جب کوشش درجہ کمال کو پہنچا دی جائے اور مایوس ہوئے بغیر توکل کے ساتھ اور صبر کے ساتھ خدا کا دروازہ کھٹکھٹایا جائے اور راتوں کو اٹھ کر ان لوگوں کیلئے دعا کی جائے جن کو بچانے کیلئے آپ کوشاں ہیں تو یہ ہو نہیں سکتا کہ وہ دعائیں نامقبول ہوں۔ وہ لازماً کارگر ہوں گی مگر اگر وہ مقبول نہیں ہوتی آپ دعائیں کرتے ہیں تو ان میں کوئی نقص ہے ایک ایسا نقص ہے جس کو میں نے محسوس کیا ہے اور میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

عموماً یہ دعا کرنے والے جب دعا کرتے ہیں تو بڑی سخت گھبراہٹ میں گڑگڑاہٹ میں یہ کہتے ہیں کہ اللہ میرے وعدے کا وقت آگیا، میرا وعدہ جھوٹا نکلے گا میں کیا کروں گا، میں نے تو سو کا وعدہ کیا تھا ایک بھی نہیں بن رہا۔ اپنے حوالے سے دعائیں کر رہے ہوتے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی دعاؤں کی قبولیت کا راز یہ نہیں بتایا گیا کہ آپؐ یہ فرماتے تھے کہ اے اللہ میں کیا کروں گا، میں کن لوگوں میں شمار ہوں گا اگر میری قوم ہلاک ہوگئی تو مجھے شرمندگی ہوگی ہرگز نہیں فرمایا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ تجزیہ فرمایا ہے کہ آپؐ کو ان لوگوں کا بے حد غم تھا، ان کی ہلاکت کا فکر تھا جو آپؐ کو دامن گیر تھا ان کیلئے آپؐ کی جان ہلاک ہو رہی ہوتی تھی۔ اس قدر گہرا تعلق تھا بنی نوع انسان سے ایسی سچی ہمدردی تھی ان سے کہ ان کیلئے آپؐ راتوں کو اٹھ کر ان کی بھلائی کیلئے رویا کرتے تھے۔ اپنے حوالے سے دعائیں نہیں کیا کرتے تھے بلکہ یہ عرض کیا کرتے تھے کہ میں ان کے غم میں ہلاک ہوا جا رہا ہوں اور اس مضمون کو قرآن کریم میں دوسری جگہ بڑی شان اور وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔ یہی طرز دعا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی۔ فرماتے ہیں۔

؎ شور کیسا ہے تیرے کوچہ میں لے جلدی خبر
خوں نہ ہو جائے کسی دیوانہ مجنوں وار کا (درثمین صفحہ: ۱۰)

کس قدر راتوں کو اٹھ کر گڑ گڑاتے تھے اور دردناک دعائیں کرتے تھے مگر لوگوں کی بھلائی میں اور ان کی خاطر کہ خدا اس قوم کو بچالے۔ پھر فرمایا۔ ؏ ایک عالم مر رہا ہے تیرے پانی کے بغیر اے خدا! پیاس سے مرا جارہا ہے تمام عالم۔ آگے پھر فرماتے ہیں کہ

ایک عالم مرگیا ہے تیرے پانی کے بغیر
پھیر دے اے میرے مولیٰ اس طرف دریا کی دھار (درثمین صفحہ:۱۲۸)

بنی نوع انسان کیلئے جو ہم وغم ہے اس میں اگر شدت پیدا ہو اور انسان گہری تکلیف محسوس کرلے دوسرے کیلئے تو اس سے دعاؤں میں ایک طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور اگر صرف اپنی نیک نامی کا فکر رہے تو دعائیں خواہ کتنے زور شور سے کی جارہی ہوں اور دعائیں خالی جانے والی، خطا جانے والی تیروں کی طرح ہوتی ہیں۔ پس آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریروں کو اگر گہری نظر سے پڑھیں تو ان میں حیرت انگیز طور پر ہمارے ان مسائل کا حل موجود ہے جو ہمیں لاینحل دکھائی دیتے ہیں معلوم ہوتا ہے ان کا کوئی حل نہیں۔ ہم نے کوششیں بھی کر دیں، ہم نے دعائیں بھی کرلی ہیں پھر بھی کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔

پس داعی الی اللہ کے دل میں اگر بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی اور پیار ہے اور جن کیلئے دعا کرتا ہے ان کی ہلاکت کیلئے وہ خود اپنے آپ کو ہلکان کر رہا ہے۔ تو پھر یقین جانیں اس کی دعائیں ضرور رنگ لائیں گی۔ جس طرح پہلے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے زمانے میں وہ معجزات دکھا چکی ہیں اس زمانے میں بھی دکھائیں گی۔

لیکن اس میں مزید اس حکمت کو شامل کرلیں کہ ہمیشہ ہواؤں کے رخ پر چلنے والوں کی رفتار ہواؤں کے مخالف چلنے والوں سے تیز ہوا کرتی ہے۔ آپ کی دعا اگر ہلکے چلنی والی ہے تیز ہوا میں اگر شامل کرلیں تو وہ بھی تیز رفتار ہو جائے گی۔ تو اپنی دعاؤں کو مقبول بنانے کا ایک یہ طریقہ ہے کہ حضرت محمد مصطفی ﷺ نے جو ہمیشہ کیلئے ابدالاباد تک بنی نوع انسان کیلئے اپنی امت کیلئے دعائیں کی ہیں ان کا حوالہ دے کر اپنی دعاؤں کو ہمیشہ ان میں شامل کرلیا کریں اور ان کے ساتھ آپ کی دعاؤں میں ایک نئی قوت اور تیز رفتاری رونما ہوگی جو اس سے پہلے آپ کے مشاہدے میں کبھی نہیں آئی۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعاؤں کا ذکر کرتے ہوئے الی الابد کا لکھا

ہوا ہے کہ جس طرح تیرا غم دعائیں بن کر ابد تک ان کیلئے رحمتیں چھوڑ گیا ہے اسی طرح اے میرے خدا تو اس اپنے پیارے بندے کیلئے ہمیشہ ہمیش کے لئے اسی غم اور اسی دکھ اور اس کی ہیشگی کے جاری ہونے کی نسبت سے ہمیشہ اس پر رحمتیں فرماتا جا۔ تو آپ کی دعائیں آج بھی جاری ہیں ان دعاؤں میں اپنی دعائیں شامل کر دیں تو ان دعاؤں کا فیض آپ کی دعاؤں کو ملے گا، ان میں ایک نئی طاقت پیدا ہوگی، ان میں حیرت انگیز معجزے دکھانے کی شان پیدا ہو جائے گی، ان کی صلاحیت پیدا ہو جائے گی۔

پس دعاؤں سے غافل نہ ہوں اور امید رکھیں کہ اللہ تعالیٰ ضرور دعاؤں کے نتیجے میں قوموں کی تقدیریں بدل دیا کرتا ہے، وہ اسباب پیدا کر دیا کرتا ہے۔ وہ اسباب قوموں کے حالات بدلنے کے موجب ہوتے ہیں۔

اس پہلو سے اب واپس پاکستان کی طرف چل کر دیکھتے ہیں۔ خصوصیت کے ساتھ اس وقت میرے سامنے پاکستان اور ہندوستان کے مسلمان ہیں۔ دن بدن ان کے حالات بگڑ رہے ہیں۔ اگر یہ دعا کی غیر معمولی تقدیر ان کو بچانے کیلئے آسمان سے نہ اتری اور اس پہلو سے الْاَمْرُ کا خدا کی طرف لوٹنا اور پھر زمین پر نازل ہونا یونہی بیان کیا جا سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دعا امر الٰہی بن کر آسمان پر اٹھیں اور امر الٰہی بن کر نازل ہوئیں ہیں۔ خدا کے اذن اور اس کی توفیق سے آپ کو دعا کی توفیق ملی اس میں ایک ایسی غیر معمولی قوت پیدا ہوئی کہ وہ آسمان تک رفع کر گئی اور پھر آسمان سے وہ الْاَمْرُ نازل ہوا جس نے زمین کی تقدیر بدلی ہے۔ اس پہلو سے جب ہم پاکستان کے اور ہندوستان کے مسلمانوں کے خصوصیت سے حالات دیکھتے ہیں اور اسی طرح باقی دنیا کے مسلمانوں پر نظر ڈالتے ہیں تو ایک تکلیف دہ بات جو دکھائی دیتی ہے کہ قرآن کریم کا بیان کردہ اصل وہ بالکل بھلا چکے ہیں کہ جب تک لوگ صالح نہ ہوں اس وقت تک ان قوموں کو ہلاکت سے بچایا نہیں جا سکتا۔ سارے عالم اسلام میں معلوم ہوتا ہے یہ اطلاع ہی نہیں ملی کہ قرآن کریم میں یہ نسخہ بیان فرمایا ہے۔ ایک نیا نسخہ بنا رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جب تک شریعت کا قانون نازل نہ کیا جائے اس وقت تک قومیں بچ نہیں سکتیں۔

اب پاکستان میں دن بدن حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ بد اخلاقی اپنے درجہ کمال تک پہنچ چکی ہے، بے حیائی، ظلم، سفا کی، ڈاکے، معصوم بچوں کو اس وجہ سے قتل کر دینا کہ وہ پیسے نہ دئے گئے ان کے بدلے غریب ماں باپ پر اتنے بڑے بڑے تاوان ڈالے جاتے ہیں کہ ان

کو یقین ہو کہ بچہ ہلاک کر دیا جائے گا تب بھی تاوان نہیں دے سکتے۔ یہاں تک ظلم پہنچ گیا ہے اور علماء کا تجزیہ یہ ہے کہ یہ ساری تباہیاں اسی لئے ہیں کہ پاکستان کی حکومت شریعت کا قانون جاری نہیں کرتی۔ اگر شریعت کا قانون جاری کر دے تو ہماری قوم بچ جائے گی اور کیونکہ شریعت کا قانون جاری نہیں کرتی اسی لئے خدا تعالیٰ بندوں کو حکم دے رہا ہے تم سفاک، ظالم، بدخلق، بدطنیت ہر لحاظ سے بدیوں میں ڈوب جاؤ، سب کچھ ہو جاؤ سوائے نیکی کے ہر راہ اختیار کر لو۔ یہ ان کی عقلیں بتا رہی ہیں۔ یہ عجیب عقلیں ہیں جو ان کو یہ سمجھا رہی ہیں کہ اصل ہلاکت کی یہ وجہ ہے۔

حالانکہ جو آیات میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں۔ ان میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ (ھود: ۱۱۸) فرمایا ہے اگر ہمارے عذاب سے بچنا ہے کسی بستی نے تو ان کے اہل کو مُصْلِحُوْنَ ہونا پڑے گا۔ یہ نہیں فرمایا کہ شریعت کا قانون جاری کرنا پڑے گا۔ اگر لوگ بدبخت ہیں، لوگ گندے ہیں، ظالم ہیں، سفاک ہیں تو شریعت کا قانون کیسے ان کو بچا سکتا ہے۔ شریعت کا قانون تو جاری ہو چکا ہے۔ ان بے وقوفوں کو یہ بھی سمجھ نہیں آ رہی کہ انہوں نے کیا جاری کرنا ہے۔ وہ تو چودہ سو سال پہلے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہو کر جاری ہو چکا ہے اور اس قانون پر عمل کرنے سے دنیا کی کوئی حکومت روک نہیں رہی۔ کیا پاکستان کی حکومت نے یہ قانون بنا لیا ہے کہ جب تک ہم شریعت کو نافذ نہ کرلیں کسی مسلمان نے سچ نہیں بولنا، کسی مسلمان نے حسن خلق سے کام نہیں لینا ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ وہ ہر قسم کی بے حیائیوں میں مبتلا ہو جائے، شرابیں پیئے، ڈاکے مارے، غریبوں کے مال ضبط کرے، معصوم بچوں کو ہلاک کرے ہر قسم کی بدامنی پھیلانے کی تمام کارروائیوں میں مصروف ہو جائے کیونکہ ہم نے ابھی شریعت کے نافذ ہونے کا فیصلہ نہیں کیا۔ کتنی بیوقوفوں والی بات ہے شریعت ملاں نے نافذ کرنی ہے؟ شریعت تو اللہ نافذ فرما چکا اور ہر مسلمان پر شریعت پر عمل فرض ہو چکا ہے اور کوئی حکومت کسی مسلمان کو روک نہیں سکتی صرف احمدیوں کو روکنے کی کوشش کر رہی ہے یعنی شریعت کے نفوذ کی خبر ان کو تو ہوئی نہیں احمدیوں کو ہوئی ہے۔ وہ بیچارے شریعت پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور حکومت کہتی ہے کہ نہیں ہم نے شریعت پر عمل نہیں کرنے دینا اور جو عمل نہیں کرتے ان کو اگر زندہ بھی جلائیں گے تو وہ نہیں کریں گے اور ملاں یہ کہتا ہے کہ نہیں ڈنڈا چلاؤ گے تو شاید یہ عمل کرلیں اور اسی وجہ سے

قوم ہلاک ہو رہی ہے کہ تم شریعت نافذ نہیں کر رہے حالانکہ ان کو تو پتا ہی نہیں کہ چودہ سو سال پہلے سے شریعت نافذ ہوئی ہے۔ اگر تو ان کو خبر ہی نہیں ہوئی اس بات کی اور اگر مسلمان شریعت پر عمل نہیں کر رہے اور محمد مصطفی ﷺ کی شریعت پر عمل نہیں کر رہے تو ضیاء یا نواز شریف کی شریعت پر کیسے عمل کریں گے۔ کیا یہ خدا سے بڑے لوگ ہیں؟ ان کو علم ہے کہ شریعت محمد مصطفی ﷺ پر خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھی پھر بھی وہ عمل نہیں کر رہے اور یہ انتظار کر رہے ہیں کہ ضیاء یا نواز شریف کا قانون جاری ہو اور ہم پھر عمل شروع کریں تو اس شریعت پر عمل کرنے سے بہتر ہے کہ جہنم میں چلے جائیں کیونکہ جو شریعت خدا کی خاطر نہیں بلکہ بندے کی خاطر اطلاق پاتی ہے تو اس شریعت کی کوئی بھی حقیقت نہیں وہ تو شرک ہے۔

پس یہ بیوقوفی کی حد ہے۔ اس قوم کو اگر بچنا ہے تو وہی نسخہ استعمال کرنا ہوگا جو قرآن کریم میں بیان فرمایا گیا ہے۔ وہاں نفاذ شریعت کا کوئی حکومت کے تعلق میں ذکر نہیں ملتا۔ نفاذ شریعت کا بندوں، انسانوں سے تعلق میں ذکر ملتا ہے۔ فرمایا لوگ مصلح ہو جائیں گے۔ اپنی اصلاح کریں گے، دوسروں کی اصلاح کریں گے۔ تو ہم وعدہ کرتے ہیں کہ وہ بچائے جائیں گے۔ یہ مشکل ہے جو ہمیں درپیش ہے اور اب تک ہم جو کوشش کر چکے ہیں ان کا کوئی نتیجہ ظاہر نہیں ہو رہا اور بعض دفعہ احمدی مایوس ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس قوم کے ہلاک ہونے کا وقت آ گیا، پکڑے جانے کا وقت آ گیا۔ یہ ساری صورت حال سمجھا کر میں آپ کو دعا کی طرف متوجہ کرتا ہوں یقین رکھیں کہ جو کچھ ہمیں نظر آ رہا ہے ہم عالم الغیب نہیں، بنیادی طور پر حضرت محمد مصطفی ﷺ کی امت میں بہت سی خوبیاں مضمر ہیں، بہت فطری نیکیاں ان میں چھپی ہوئی ہیں۔ **ذرا اس مٹی کو نم کرنے کی ضرورت ہے، سوز و گداز پیدا کرنے کی ضرورت ہے اور وہ آپ کی آنکھوں کے پانی سے نم ہے، آپ کا سوز و گداز ہے امت محمدیہؐ کے ان کے غافلوں کے دلوں میں منتقل ہوگا اور ان کے اندر زندگی کی گرمائی پیدا کر دے گا۔**

پس دعائیں کریں اور دعاؤں سے غافل نہ ہوں اور اپنے عمل کو جاری رکھیں جو کوششیں ہیں ان سے باز نہ آئیں اور یاد رکھیں کہ دشمن اپنی کوششیں کرتا چلا جائے گا۔ آپ کو بھی یہی حکم ہے کہ آپ نے لازماً ان کوششوں پر ثبات دکھانا ہے، مضبوطی سے قائم ہونا ہے اور پھر وہ دعائیں کریں جو دعائیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے کیں اور اس انداز سے دعائیں کریں جس انداز سے حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ نے دعائیں کیں۔ پھر آپ کو یہ حق ہے کہ ان سے کہیں تم بھی انتظار کرو، ہم بھی

انتظار کریں گے پھر یقیناً آپ کے حق میں ویسی ہی تقدیر نازل ہوگی جیسے آنحضور ﷺ کے حق میں نازل ہوئی تھی اور صدیوں کے مردے قبریں پھاڑ کر زندہ ہو کر اس زمین سے باہر نکل آئے تھے اور پشتوں کے بگڑے الٰہی رنگ پکڑ گئے تھے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور ہم اپنی آنکھوں سے یہ ہوتا دیکھ لیں یہی ہماری زندگی کا مقصود و مطلوب ہے۔ اے اللہ ایسا ہی کر۔

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور انور نے فرمایا:۔

انشاء اللہ آئندہ جمعہ سے پہلے میں سفر کرنے والا ہوں اور انشاء اللہ فرانس اور سپین وغیرہ میں کچھ ہفتے گزار کر واپس آؤں گا۔ اس عرصے میں آئندہ جمعہ تو پیرس میں ہوگا وہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ وڈیو اسی رات کو بھجوا دیں گے اور آئندہ کے متعلق یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ایک جمعہ کی وڈیو اگلے جمعہ اسی طرح سیٹلائٹ کے ذریعے دکھائی جائے تا کہ جن دوستوں کو ایک دفعہ عادت پڑ گئی ہے، شوق پیدا ہو چکا ہے ان کو اس عرصہ میں بھی کچھ نہ کچھ دیکھنے کیلئے ملتا رہے۔ انشاء اللہ باقی پھر واپسی پر فوری Live کا سلسلہ جاری ہے، وہ اسی طرح ہو جائے گا۔ سفر میں ہر لحاظ سے، ہر پہلو سے کامیابی کیلئے احباب دعائیں ضرور کریں۔